فون نمبر ۹۴ رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ
الفضل ربوہ
یوم شنبہ
ایڈیٹر: روشن دین تنویر
The Daily
ALFAZL
RABWAH
قیمت فی پرچہ ۲۰ پیسے

جلد ۵۵/۲۰ | ۱۸ احسان ۱۳۴۵ ہش ۲۸ صفر ۱۳۸۶ھ ۱۸ جون ۱۹۶۶ء | نمبر ۱۴۰

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دوسروں کیلئے دعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے

ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اس فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے

"دوسروں کے لئے دعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں ان کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جاسکتی ہے وہ یہی دعا کی خیر ہے جبکہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو ہر آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دعا کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں۔

اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے وہ جلدی اٹھا لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں شیر سنگھ چڑیوں کو زندہ پکڑ کر آگ پر رکھا کرتا تھا وہ دو برس کے اندر ہی مارا گیا۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خیر الناس من ینفع الناس بننے کے واسطے سوچتا رہے اور مطالعہ کرتا رہے۔ جیسے طبابت میں حیلہ کام آتا ہے۔ اسی طرح نفع رسانی اور خیر میں بھی حیلہ ہی کام دیتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اسی تاک اور فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔"

(الحکم ۹ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۷ جون۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

ربوہ۔ آج مورخہ ۱۷ جون بروز جمعۃ المبارک بوقت ۹ بجے شب خدام الاحمدیہ ہال میں "تحریک جدید کے ذریعہ اکناف عالم میں تبلیغ اسلام" کے متعلق سلائیڈ دکھلائی جائیں گی۔ احباب بکثرت شمولیت فرما کر استفادہ فرمائیں۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم چوہدری عبدالکریم خان صاحب کاٹھ گڑھی مربی سلسلہ میو ہسپتال لاہور (سکھ ریڈیم وارڈ بیڈ نمبر ۱۲) میں زیر علاج ہیں۔ ان کو بجلی لگائی جا رہی ہے۔ احباب جماعت سے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(احمد خان نسیم انچارج اصلاح و ارشاد مقامی ربوہ)

ربوہ ۱۷ جون۔ محترم کیپٹن (ڈاکٹر) محمد رمضان صاحب دارالصدر غربی ربوہ عرصہ سے صاحب فراش ہیں پچھلے دنوں دورہ فالج گرنے کی وجہ سے آپ کے اعصاب شدید طور پر مجروح ہو گئے ہیں۔ اور اب اٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ احباب جماعت آپ کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

فضل عمر فاؤنڈیشن میں صاحب استطاعت احباب کو

کمر ہمت باندھ کر اور دل کھول کر حصہ لینا چاہیئے

(محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب چیئرمین فضل عمر فاؤنڈیشن)

"ہمارا خدا نہایت باغیرت آقا ہے۔ وہ کسی کا احسان نہیں رکھتا۔ جو اس کو قرض دیتا ہے۔ وہ اسے کئی گنا کر کے لوٹاتا ہے۔ یہ فنڈ دوسرے فنڈز کی طرح جمع نہیں ہو گا۔ سو سو ہزار ہزار روپے دینے سے کام نہیں چلے گا۔ یہ جبھی پورا ہو گا کہ احباب جماعت ہزاروں کی شکل میں چندہ دیں۔ اسے فراہم کرنے کی زیادہ تر ذمہ واری ذی ثروت احباب پر ہو گی۔ ایسی کوئی شرط نہیں ہو گی کہ کم سے کم اتنی رقم دی جائے گی۔ تمام ذی ثروت احباب۔ اس میں حسب استطاعت بڑھ چڑھ کر بڑی سے بڑی رقم پیش کر سکتے ہیں۔ اور انہیں کرنی چاہیئے۔ البتہ جو غیر مستطیع احباب ثواب میں شامل ہونا چاہیں گے۔ انہیں بھی حسب استطاعت اس میں حصہ لینے کی اجازت ہو گی۔ لیکن زیادہ تر اور اصل ذمہ داری ذی ثروت احباب پر عائد ہوتی ہے۔ آپ کمر ہمت باندھ کر اس فنڈ میں دل کھول کر اور بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے لئے تیار ہو جائیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۸ جون ۱۹۶۶ء

اسلام کے نام پر سیاسی پارٹی بازی

ہم نے گزشتہ اداریہ میں کہا ہے کہ ایک اسلامی کہلانے والی حکومت میں اسلام کے نام پر سیاسی پارٹی بازی ناجائز ہے۔ اس کے نہ تو یہ معنے ہیں کہ اسلامی حکومت میں غیر سیاسی جماعتیں دینی کام کے لئے بھی وضع نہیں کی جاسکتیں اور نہ یہ مطلب ہے کہ کسی دینی جماعت کے افراد انفرادی طور پر سیاست میں حصہ نہیں لے سکتے۔ جو امر اسلام میں ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی حکومت کو ہٹا کر کسی جماعت کو اسلام کے نام پر برسراقتدار لانے کی کوشش۔ وہ ناجائز ہے۔

اسلام میں یہ مسئلہ اتنا واضح ہے کہ اگر ایک شخص کو خلیفہ چن لیا جائے تو اس کے بعد کسی اور شخص کا خلافت کے لئے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔ حدیث کے رو سے ایسے شخص کے قتل تک کا حکم ہے۔ اگر کوئی پارٹی اسلام کے نام پر پہلے خلیفہ کے مقابلہ پر کسی دوسرے شخص کو کھڑا کرتی ہے۔ تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسی پارٹی کا مقابلہ کریں۔ البتہ یہ ہر مسلمان کا حق ہے کہ خواہ وہ کسی فرقہ یا مکتب سے تعلق رکھتا ہو۔ انفرادی طور پر سیاست ملکی میں حصہ لے۔ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے ایسی کوئی جماعت جو دینی امور اور قومی تعلیم و تربیت یا اشاعت اسلام کا مقصد رکھتی ہے۔ بغیر اپنے لئے اقتدار کی خواہش کے قائم شدہ حکومت کو مشورے دے سکتی ہے۔ اگرچہ یہ ایک طرح سے سیاست میں حصہ لینا ہی ہوتا ہے مگر چونکہ ایسی جماعت کے پیش نظر پوری حکومت کو بدلنا نہیں ہوتا اور اس لئے کسی باہمی خراش کا امکان نہیں ہوتا۔ جس سے فتنہ پیدا ہوتا ہو بلکہ ایسی جماعت ایک طرف تو قوم کی تربیت کرتی ہے۔ اور دوسری طرف حکومت کو بھی سوچ سمجھ کر اچھے مشورے دیتی ہے۔ اس لئے اگر کوئی جماعت ایسا مشورہ دیتی ہے۔ تو وہ اچھا کام کرتی ہے۔ سیاسی پارٹی بازی میں جو سب سے بڑا نقص ہے وہ یہ ہے کہ قوم میں خواہ مخواہ انتشار پھیلتا ہے۔ اور عوام عملی طور پر حکومت یا ایسی سیاسی پارٹی کا ساتھ دیتے ہیں۔ جو ایک تنازعہ اور جنگ و جدل بلکہ فتنہ طرازی کی صورت بن جاتی ہے۔

گزشتہ اداریہ میں ہم نے جماعت احمدیہ کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایک تقریر "احمدیت کا پیغام" سے ایک اقتباس درج کیا ہے جس میں آپ نے بتایا ہے کہ جماعت ملکی سیاست سے الگ رہ کر کس طرح نہایت کامیابی سے اشاعت اسلام کی مہم تمام دنیا میں چلا سکتی ہے۔ یہ کوئی خالی خولی دعوے نہیں ہے۔ بلکہ آپ نے اس کا ثبوت جماعت کے عمل سے دیا ہے جس نے آپ کی راہنمائی میں دنیا کے تقریباً تمام کناروں پر اسلامی مشن کھولے ہیں۔ غیر اسلامی ممالک میں سینکڑوں مساجد تعمیر کی ہیں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی لٹریچر دنیا کی مختلف زبانوں میں ساری دنیا میں پھیلایا ہے۔ اور دسوں زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کئے ہیں۔ اگرچہ یہ سعی اتنی وسیع دنیا کے کفر کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر سہی لیکن ہم پر امید ہیں کہ اتنے کام کا بھی جو اثر کافر دنیا پر ہوا ہے وہ اتنا وسیع ہے کہ اگر اس کام کو بڑھاتے چلے جائیں گے تو انشاءاللہ ایک دن ہم دنیا کے ہر کونے میں اسلام کا پیغام پہنچا سکیں گے۔

اس کے مقابلہ میں دوسری جماعتیں اس لحاظ سے اتنا ذرا سا کام بھی نہیں دکھا سکتیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اکثر ایسی جماعتیں آخر کار ملکی سیاست کے سمندر میں غرق ہو جاتی ہیں۔ اور بجائے ملک و قوم اور اسلام کے لئے مفید ہونے کے ضرر رساں بن جاتی ہیں۔

ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ اب ان جماعتوں کے سنجیدہ لوگ بھی جماعت احمدیہ کی تقلید میں کم از کم زبان سے اس بات کا اقرار کرنے لگے ہیں کہ اسلامی ملک میں اسلام کے نام پر سیاسی پارٹی بازی بجائے مفید ہونے کے ضرر رساں ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر بہت سے اہل علم حضرات جو بڑے شوق سے ان جماعتوں میں شامل ہوئے تھے۔ اب ان جماعتوں سے علیحدگی اختیار کر رہے ہیں۔ اور ان کا بنیادی اعتراض یہی ہے کہ یہ جماعتیں اقامت دین کا جو دعوے کرتی ہیں۔ وہ محض دکھاوا ہے۔ دراصل وہ سیاسی جماعتیں ہیں اور دوسرے مسلمان کہلانے والے حکمرانوں کو ہٹا کر خود اسلام کے نام پر اقتدار پر قابض ہونا چاہتی ہیں۔ چنانچہ ہفت روزہ "شہاب" نے حال ہی میں ایک اداریہ شائع کیا ہے جس میں کسی جماعت کا نام لئے بغیر ان جماعتوں کی سرگرمیوں کی دبی زبان سے مذمت کی ہے۔ اور جماعتوں کے لئے دینی تعلیم و تربیت یا اشاعت اسلام کا مقصد بیان کر کے جماعت احمدیہ کے موقف کی تائید کی ہے۔ شہاب کے اس مقالہ افتتاحیہ کی قیمت اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ ایک خاصے تجربہ کے بعد ان نتائج پر مشتمل ہے جو مقالہ نویس کی ذاتی رائے قائم کرنے میں مد ہوتے ہیں۔

اس مقالہ کے عنوان سے ہی اس کے موضوع پر روشنی پڑتی ہے جو حسب ذیل ہے

"سیاسی مقصد کے بغیر قائم ہونے والی جماعتوں سے ذہن و فکر کی تربیت ہو سکتی ہے۔"

اگرچہ یہ عنوان کافی طویل ہے مگر مقالہ نگار مجبور تھے۔ کیونکہ جیسا کہ مقالہ پڑھنے سے واضح ہو گا۔ وہ نہایت احتیاط اور حکمت عملی سے اسلام کے نام پر سیاسی پارٹی بازی کے خلاف اپنی رائے پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"جس طرح یہ بات واضح اور ثابت ہے کہ خلیفہ وقت بیک وقت سربراہ مملکت نماز کا امام، فوج کا اعلےٰ جرنیل اور مرکز الصلوٰت ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی واضح اور ثابت ہے کہ مملکت اسلامیہ میں کسی ایسے سیاسی گروہ کو کوئی ایسی سیاسی سرگرمی اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ جو مرکز کو کمزور کرنے کی اہمیت اپنے اندر رکھتی ہو۔ یا جس کی وجہ سے مرکز میں مقاصد میں ضعف کے در آنے کا خدشہ لاحق ہو سکتا ہو۔"

(شہاب ۱۲ جون ۱۹۶۶ء صہ)

سیدنا حضرت ابوبکرؓ کے مانعین زکوٰۃ وغیرہ کے ساتھ جہاد کرنے کی مثال دے کر مقالہ نگار لکھتے ہیں:۔

"مختصر یہ کہ اسلام میں دین اور سیاست میں کسی فرق کے نہ ہونے کے اصول کا یہ قابل توجہ پہلو نظر انداز نہیں ہونا چاہیئے کہ اسی بے لچک اور ناقابل تغیر اصول کے تحت مملکت اسلامیہ میں کسی ایسی سیاست کو فروغ کی اجازت نہیں دی جاتی جو مرکز گریز رجحانات کو ہوا دے۔ ذہن اور فکر کو علاقائی عصبیت پر پختہ کرے۔ اور اس طرح ان تمام مقاصد کو ضعیف کرنے کی کوشش کرے جو مرکز کے سامنے ہوں۔ اسلام کے نظام فکر میں ایسی سیاست کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ خواہ اس کی شکل ادعائے نبوت یا انکار زکوٰۃ جیسا مذہبیت ہی کیوں نہ ہو۔" (شہاب ۱۲ جون ۱۹۶۶ء صہ)

پاکستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے مقصد پر بحث کرنے کے بعد مقالہ نگار رقمطراز ہے کہ:۔

"ہم پوری دیانت داری اور خلوص کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی سیاسی ہڑبونگ جو بالآخر مرکز گریز رجحانات کو تقویت پہنچائے۔ یا علاقائی عصبیت کے رستے مرکز کو کمزور کرنے کی کوشش کرے یا لسانی تعلیمی، اعتقادی انتشار اور مرکزیت پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ پاکستان جیسے حساس بلکہ ذکی الحس ملک کے لئے مفید نہیں ہوگی۔ ہمارے خیال میں ہماری اولین ضرورت ذہن و فکر کی صحت و تربیت ہے۔ ایسی تربیت جو ہمیں سیاسی دلدلوں سے محفوظ رکھ کر اپنے حقیقی مقصد کی طرف لے جائے۔ اس کے لئے ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہم ہر انجمن کو سیاسی انجمن بنانے کی کوشش نہ کریں۔ اور ہر جماعت کے مقاصد کو سیاسی مقاصد کی صورت نہ دیں — ہمیں ایسی جماعتوں کی شدید ضرورت ہے جو گروہی علاقائی اور تنگ دائرے کے مقاصد سے بالا رہ کر عوام کی ذہنی تربیت کر سکیں۔

ہم اصحاب فکر و نظر سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ اس ضروری اور اہم مسئلے پر بھی توجہ دیں گے۔"

(شہاب ۱۲ جون ۱۹۶۶ء صہ۱۲)

(باقی دیکھیں صہ۴ پر)

شاعرِ نبویؐ ــــ حضرت حسان رضی اللہ عنہ

(مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف)

نام حسان تھا۔ نسب نامہ یہ ہے۔
حسان بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو۔ مدینہ کے قبیلہ بنو نجار میں سے تھے۔ انصار کے دو مشہور قبیلے اوس اور خزرج بنو نجار سے ہی تھے۔ لہذا حضرت حسان نجاری کہلائے اور انصاری بھی۔ حضرت حسان خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جاہلیت میں جب اوس اور خزرج کی جنگ ہوئی تو حضرت حسان نے اپنے اشعار سے خزرج کا دفاع کیا اور اوس کی ہجو۔ والدہ کا نام فریعہ تھا جو سعد بن عبادہ مشہور سردار خزرج کی چچا زاد تھیں۔ حضرت حسان کی مشہور کنیت ابوالولید ہے لیکن اسماء الرجال کی کتب میں ابوالحسام اور ابوعبدالرحمان کنیت بھی آتی ہے۔
(تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)

حضرت حسان کا حافظہ بلا کا تھا۔ کہتے ہیں میں سات یا آٹھ سال کا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے یثرب (مدینہ) کے ٹیلے پر کھڑا ہو کر ایک یہودی چلا رہا تھا کہ اے یہود! اے یہود! جب یہودی اکٹھے ہوئے اور پوچھا کیا ہوا؟ تو اُس نے کہا طلع نجم احمد الذی یبعث اللیلۃ (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۴۸) اے دیکھو! وہ ستارہ طلوع ہوا ہے جو بتاتا ہے کہ احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پیدا ہو گئے ہیں۔

لمبی عمروں والا خاندان

حضرت حسان نے بہت لمبی عمر پائی اور عجیب بات یہ ہے کہ کئی پشتوں سے انکے آباؤ اجداد بھی لمبی عمر پاتے رہے۔ ان کے پڑدادا حرام نے ایک سو بیس سال عمر پائی ان کے دادا منذر نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور ان کے باپ ثابت نے بھی ایک سو بیس برس عمر پائی اور حضرت حسان نے بھی ایک سو بیس برس عمر پائی ۵۴ھ میں معاویہ کی امارت کے زمانہ میں وفات پائی آخر عمر تک ان کے حواس اور عقل و فکر درست تھے البتہ جسم کچھ کمزور پڑ گیا تھا اور آخری عمر میں نظر جاتی رہی تھی۔

جبلہ بن ایہم اور حضرت حسانؓ

حضرت حسان بہت پایہ کے شاعر تھے اصطلاح ادب میں انہیں مخضرمی شاعر کہتے ہیں مخضرمی شاعر وہ ہے جس نے جاہلیت کے زمانہ میں بھی اور اسلام میں بھی عمدہ شعر کہے ہوں۔ جواہر الادب کے مصنف احمد ہاشمی نے انہیں "اشعر شعراء المخضرمین" کا لقب دیا ہے (جواہر الادب صفحہ ۱۴۳) کہ مخضرمی شعراء میں سے سب سے عظیم شاعر ہیں۔

خضرم کے لفظی معنے اختلاط کے ہیں یعنی جس شاعر کی زندگی میں جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں کا اختلاط ہو۔
(العصر الاسلامی صفحہ ۶۶)

جاہلیت کے زمانہ میں یہ غسان اور حیرہ کے بادشاہوں کی تعریف کرتے اور انعام و اکرام وصول کرتے۔ غسان کے بادشاہ جبلہ بن ایہم کی تعریف میں حسان کہتے ہیں۔

یغشون حتی ما تھر کلابھم
لا یسئلون عن السواد المقبل
بیض الوجوہ کریمۃ احسابھم
شم الانوف من الطراز الاول

(تاریخ آداب اللغۃ العربیہ مصنفہ جرجی زیدان صفحہ ۱۶۱)

یعنی ان کے پاس کثرت سے مہمان آتے ہیں کہ اب ان کے کتے بھونکتے ہی نہیں۔ کتے اجنبی کو دیکھ کر بھونکتے ہیں لیکن انکے ہاں مہمانوں کا اتنا آنا جانا ہے کہ اب کتے بھونکتے ہی نہیں۔ عرب کتوں کے بھونکنے سے مہمان کی آمد کا اندازہ کیا کرتے تھے یعنی یہ اتنے مہمان نواز ہیں کہ اگر گروہ کثیر بھی آجائیں تو انہیں کوئی تردد نہیں ہوتا۔ یہ گورے چہروں اور اچھے حسب و نسب والے اور پچھلے لوگوں میں سے بلند ناکوں والے ہیں۔

یہ وہی جبلہ ابن ایہم ہے جو حضرت عمر فاروق کے وقت میں تھپڑ کے قصاص کے ڈر سے مرتد ہو گیا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ خانہ کعبہ کے طواف کے وقت اسکے جبّے پر ایک بدوی کا پاؤں آ گیا۔ جبلہ نے مڑ کر دیکھا تو اس کی جھوٹی عزتِ نفس نے اسے اکسایا کہ ایک بدو کا پاؤں شاہ غسان کے جبّہ پر۔ چنانچہ اس نے بدو کو تھپڑ دے مارا۔ بدو نے حضرت عمرؓ فاروق سے شکایت کی۔ دربارِ خلافت سے حکم صادر ہوا کہ بدو جبلہ کے منہ پر تھپڑ مارے گا۔ جبلہ نے رات کی مہلت مانگی اور راتوں رات واپس چلا گیا اور مرتد ہو گیا۔

ایک موقعہ پر غسانی بادشاہوں نے عکاظ کی منڈی کے موقعہ پر بہت بڑا مشاعرہ کروایا۔ اس غرض کے لئے علیحدہ خیمے لگائے گئے۔ اس موقعہ پر صرف تین چیدہ شعراء نے اپنا کلام پیش کیا اُن میں ایک اعشیٰ تھے دوسرے حسان اور تیسری شاعرہ خنساء تھیں۔

حسان کی فضیلت

ابوعبیدہ کہتے ہیں شاعروں میں حسان کو تین فضیلتیں حاصل ہیں۔

فضل حسان الشعراء
بثلاثۃ کان شاعر الانصار
فی الجاھلیۃ و شاعر
النبیؐ فی النبوۃ و
شاعر الیمن کلھا
فی الاسلام۔

(تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ صفحہ ۱۷۱)

کہ حسان کو شاعروں پر فضیلت تین وجہ سے ہے۔ ایک یہ کہ وہ جاہلیت میں انصار کا شاعر تھا دوسرے یہ کہ جب خدا تعالےٰ نے اپنے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث کیا تو یہ ان کے شاعر ہوئے اور تیسری فضیلت یہ کہ ان کی شاعری سر تا سر برکت والی رہی یعنی عشقیہ اور لغو شعر اسلام میں آکر نہیں کہے۔

اگر لفظ یمن ہو تو معنے یہ ہوں گے کہ ہمیشہ یمن سے منسلک رہے کیونکہ بعض کتب میں یمانیہ کے الفاظ بھی آتے ہیں اس صورت میں اس میں اشارہ ہے کہ یمن کے ملوک سے ان کے شاعرانہ مراسم ہمیشہ قائم رہے چنانچہ مذکور ہے کہ حسان کے اسلام لانے کے بعد بھی وہ انہیں عطایا بھجواتے رہے۔ اُن کے قاصد قسطنطنیہ سے تحائف لے کر آتے رہے۔

آپ ہی وہ خوش نصیب شاعر ہیں جن کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں منبر رکھوا دیتے اور فرماتے:۔
"اجب عنی اللھم ایدہ بروح القدس"
(جواہر الادب صفحہ ۱۴۳)

حسان ان کو جواب دو اور ساتھ ہی دعا فرماتے اے اللہ روح القدس سے اس کی تائید کیجیو۔ جب شروع میں کفار کی ہجو کا جواب دینے کا فیصلہ ہوا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسان! تم قریش کی کیسے ہجو کرو گے میں بھی تو ان میں سے ہوں؟ حسان نے عرض کی۔

اسلنک منھم کما تسل الشعرۃ من العجین
(جواہر الادب جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

حضورؐ میں آپ کو ان سے یوں الگ کر لونگا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال۔ ہماری زبان کے محاورہ میں کہیں گے جیسے مکھن سے بال۔

حضرت حسان کی ایک ہجو ملاحظہ کیجئے آپ فرماتے ہیں۔

ھجوت محمدًا فاجبت عنہ
وعند اللہ فی ذاک الجزاء
وجبریل امین اللہ فینا
وروح القدس لیس لہ کفاءٌ

(بلوغ الادب)

تو نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی ہجو کی تو میں نے آپ کی طرف سے اس کا جواب دیا اور اس بات کی جزاء اللہ کے ہاں ہے۔ اور جبرائیل خدا کا امین ہم میں ہے اور روح القدس ہے کہ جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا جزاؤک علی اللہ الجنۃ۔ ہاں ہاں اللہ کے ہاں تیری جزاء جنت یعنی اس کی رضاء ہے۔

حضورؐ حضرت حسان کو فرماتے:۔

اھج مشرکی قریش
ومعک روح القدس
واللہ ان کلامک لاشد
علیھم من وقع السھام
فی غلس الظلام۔

(بلوغ الادب صفحہ ۱۳۵)

حسان! قریش کے مشرکوں کی ہجو کر تیرے ساتھ روح القدس ہے۔ خدا کی قسم تیرا کلام ان پر اندھیرے میں لگنے والے تیر سے زیادہ اثر کرنے والا ہے۔

حضرت حسان کی ہجو اتنی مؤثر تھی کہ کہا گیا ہے۔

لو مزج البحر بشعرہ لمزجہ
(تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ صفحہ ۱۷۱)

کہ اگر ان کی ہجو سمندر میں ملائی جائے تو اس کی تلخی پر ان کے شعروں کی تلخی غالب آجائے۔ ان کی ایک ہجو ملاحظہ ہو۔ اور تخیل اور شعر کی داد دیجئے۔ کہتے ہیں

ابوک ابٌ حرٌّ و امک حرۃٌ
وقد یلد الحران غیر نجیب
فلا یعجبن الناس منک ومنھما
فما خبث من فضۃٍ بعجیب

(الوسیط صفحہ ۱۰۶)

تیرا باپ بھی شریف ہے اور ماں بھی شریف۔ لیکن دونوں نے جنا غیر شریف۔ لوگوں کو تجھ سے اور ان دونوں سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ چاندی کی میل بھی تو عجیب امر ہے نا! یعنی چاندی سے بھی میل نکلتی ہی ہے۔ اس کے ماں باپ کو چاندی قرار دیا اور اسے خبث

یعنی میل۔

سانپ کی زبان

شیر حسّان اور ایک عجیب توارد

مسند احمد حنبل جلد ۵ ص۱۹۷ حاشیہ پر روایت ہے کہ جب قریش کی ہجو کا جواب دینے کا ارادہ کیا گیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبؓ کو کہلوا بھیجا۔ انہوں نے قریش کی ہجو کا جواب دیا تو حضورؐ کو پسند نہ آیا۔ پھر حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو اس غرض کے لئے کہا گیا انہوں نے ہجو کا جواب دیا تو وہ بھی حضورؐ کو پسند نہ آیا۔ اس کے بعد حسّان کو کہا گیا۔ جب لوگ ان کے پاس آئے تو حضرت حسّانؓ نے کہا قد آن لکم ان تبعثوا الی ھذا الاسد الضارب بذنبہ۔ کہ اب وقت آیا کہ تم اس شیر کو بلاؤ جو اپنی دم ہلا رہا ہے اور پھر اعتماد سے پُرحسّان نے کہا لافرینھم بلسانی ھذا میں ان کو اس زبان سے ٹھیک کروں گا۔

دوسرے معنے اس کے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے ہیں اور اپنی زبان باہر نکالی حضرت عائشہ کہتی ہیں واللہ لکان لسانہ لسان حیّۃ کہ خدا کی قسم حسّان کی زبان سانپ کی زبان کی طرح تھی۔

ایک دوسرے مشہور عرب ہجو گو شاعر حطیئہ کے متعلق الاغانی جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ پر روایت ہے کہ عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ روایت کرتے ہیں کہ میں حطیہ کو ذات عرق جگہ میں ملا تو میں نے پوچھا کہ من اشعر الناس کہ سب سے بہتر شاعر کون ہے تو حطیہ نے اپنی زبان باہر نکالی اور کہا ھذا اذا طمع کہ یہ جب طمع کرے عبد الرحمان کہتے ہیں فاخرج لسانہ کانہ لسان الحیّۃ کہ ان کی زبان یوں تھی جیسے سانپ کی زبان۔ قیافہ شناس بہتر جانیں کہ یہ زبان کا وقت ہے یا محض نفاق۔

تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ کے مصنف نے حسّان اور حطیہ دونوں کو ہجو گو شاعر کے عنوان کے ماتحت اکٹھا کیا ہے۔

ہر اس موقعہ پر جب کفار نے اسلام یا بانئ اسلام یا مسلمانوں کے خلاف زبان کھولی۔ حضرت حسّان آگے بڑھے اور اپنے شعروں سے ان کا منہ بند کر دیا۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۳ میں بدر کے موقعہ پر کفار کے ساتھ ان کے اشعار کے تبادلہ کا ذکر ہے۔ احد کے موقعہ پر انہوں نے کفار کے جواب میں شعر کہے۔ غزوہ احزاب کے موقعہ پر انہوں نے شعر کہے۔ کعب بن اشرف کے قتل پر انہوں نے شعر کہے۔ الغرض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ شاعر ہر وقت شعر کے میدان میں دشمنوں کے مقابل سینہ سپر رہا۔ جب بنو نضیر کے قلعے کے گرد کے درخت مسلمانوں نے جلائے تو قریش چونکہ بنو نضیر کے حلیف تھے اور باہمی معاونت کا معاہدہ تھا اس لئے قریش کو غیرت دلاتے ہوئے کہتے ہیں۔

فھان علی سراۃ بنی لؤی
حریق بالبویرۃ مستطیر
(بخاری کتاب المغازی)

بنو لؤی (قریش مراد ہیں) کے سرداروں کو ذلیل کیا اس آگ نے جو بویرۃ جگہ پر بھڑکائی گئی تھی۔

مطلب یہ کہ قریش اب تم نے بنو نضیر کی مدد کیوں نہ کی۔ کفار کی طرف سے عبد اللہ بن الزبعری۔ ابو سفیان اور عمرو بن عاص ہجو کرتے تھے اور مسلمانوں کی طرف سے حضرت حسان کعب اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ جواب دیتے۔ حضرت حسان کے شعر اتنے مؤثر تھے کہ ایک اور مخضرمی شاعر مشہور ہجو گو حطیئہ نامی کہتے ہیں

ابلغوا الانصار ان شاعرھم اشعر العرب
کہ لوگو انصار کو یہ بات میری پہنچا دو کہ انکا شاعر عرب کا بہترین شاعر ہے۔

حضور کے ہم زُلف

آپ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ ماریہ قبطیہ کی بہن سیرین ان کے عقد میں آئی جن کے بطن سے عبد الرحمان پیدا ہوئے جو ابراہیم ابن رسول اللہ کے خالہ زاد تھے (اسد الغابہ جلد ۲ ص۵)

جب مسلمان ہوئے تو مے نوشی ترک کر دی۔ ایک موقعہ پر ان کے قبیلہ کے چند نوجوان مے نوشی میں مصروف تھے انہوں نے دیکھا تو انہیں ڈانٹ پلائی۔ انسان فطرتاً بہانہ جو ہے۔ ان نوجوانوں نے شراب کی تعریف میں آپ کا ایک شعر پڑھ دیا اور کہا یہ سب آپ کا ہی حق ہے۔ آپ نے فرمایا یہ میرا جاہلیت کا شعر ہے۔ خدا کی قسم جب سے مسلمان ہوا ہوں شراب کو منہ نہیں لگایا۔ (استیعاب جلد ۱ ص۱۲۹)

دِل کے کمزور

حضرت حسان اپنی خوبیوں کے باوجود دل کے بہت کمزور تھے۔ تہذیب التہذیب کا مصنف لکھتا ہے:۔

"کان قدیم الاسلام
ولم یشھد مع النبی
صلی اللہ علیہ وسلّم
مشھدا کان یجبن"
(تہذیب التہذیب جلد ۲ ص۲۴۸)

کہ قدیم الاسلام ہونے کے باوجود (جب حضور مدینہ تشریف لائے تھے یہ اسی وقت مسلمان ہو گئے تھے) یہ کسی غزوہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر نہ تھے کیونکہ دل کے کمزور تھے۔

جنگِ احزاب کے موقعہ پر جب مستورات کو ایک محفوظ جگہ پر مدینہ میں اکٹھا کر دیا تھا حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہ نے دیکھا کہ ایک یہودی اس قلعہ کے گرد چکر کاٹ رہا ہے۔ باہر حضرت حسّانؓ تھے۔ حضرت صفیہؓ نے انہیں کہا کہ اسے مارو۔ حضرت حسّان نے کہا میرے پاس اس کا علاج نہیں۔ حضرت صفیہ نے خیمہ کی ایک لمبی چوب سے اس یہودی کو مار ڈالا اور حضرت حسّانؓ کو فرمایا اس کا سر کاٹ لو اور سامان اُتار لو حضرت حسّانؓ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

(اسد الغابہ جلد ۲ ص۵)

یہ ان کے بس کا روگ نہ تھا لیکن اس میں کیا شک ہے کہ اگر انصار نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد جان و مال سے کی تو حضرت حسّان نے خداداد قوت یعنی شعر کے ذریعہ یہ خدمت سر انجام دی۔

حضرت حسّان کے مرثیے

حضرت حسّان کے مرثیے بھی کتب میں مندرج ہیں اور ان سب سے بڑھ کر وہ مرثیہ ہے بالخصوص اس کا یہ شعر ہے

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

اے محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم تو میری آنکھ کی پتلی تھی۔ تو فوت ہو گیا۔ تو میری آنکھیں جاتی رہیں۔ اب جو چاہے مرے مجھے تو تیرا ہی غم تھا۔

اس واقعہ کو چودہ سو سال ہو چکے ہیں۔ ہر عاشقِ رسولؐ اس شعر کو پڑھتا ہے اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں۔ کس عشق و محبت میں ڈوب کر کس پیاری زبان سے عشق و محبت کا حسانؓ نے یہ راگ الاپا کہ اس رسولِ بطحا کی محبت میں فنا ہونے والا ایک مقدس وجود جب اس شعر کو پڑھتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔

اس واقعہ کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے سُنیئے۔ فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی مسجد میں جو مسجد مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جا رہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سُنا تو آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حسّان بن ثابتؓ کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسّانؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے:

كنت السواد لناظري فعمي عليك الناظر
من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا اور اس وقت آپؑ مسجد میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ ہے اور حضورؑ کو کونسا صدمہ پہنچا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت حسّانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔"

(سیرت طیبہ ص۱۳)

——— (بقیہ)

مقالہ نگار نے "مرکز گریز" وغیرہ الفاظ لکھ کر اس حقیقت کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ کوئی جماعت جو اسلامی حکومت کے مرکز کے مقابلہ میں اسلام کے نام پر سیاسی جد وجہد کرتی ہے ملک و قوم کو نقصان پہنچاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ وہی بات ہے جو جماعت احمدیہ کے موقف پر روشنی ڈالتی ہے جس کی وضاحت ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تقریر "احمدیت کا پیغام" کے ایک اقتباس سے گزشتہ اداریہ میں کر چکے ہیں۔ اگرچہ مقالہ نگار نے ذرا دُور کا اور پیچدار راستہ اختیار کیا ہے مگر مقالہ کا خلاصہ یہی ہے کہ ایک ایسی حکومت کے خلاف جس کا مقصد بھی ملک میں اسلامی حکومت بروئے کار لانا ہو کسی ایسی سیاسی جماعت کا وجود ملک و قوم کے لئے خطرہ سے خالی نہیں ہے جو اسلام کو حکومت کے مقابل کھڑی ہو کر برسرِ اقتدار لانے کی جد و جہد کرتی ہے۔ اور اس طرح مرکز کو ضعف پہنچانے کی مرتکب ہوتی ہے۔ احمدیت کے پیغام سے جو اقتباس ہم نے دیا ہے وہ جماعت کی روش کے مثبت پہلو پر روشنی ڈالتا ہے اور "شہاب" کا یہ مقالہ اسی بات کو منفی طور پر پیش کرتا ہے۔

محترم خانصاحب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب مرحوم

(محترمہ مبارکہ صاحبہ بنت خانصاحب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب مرحوم)

میرے ابا جان خانصاحب محمد عبداللہ صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۰ فروری ۱۹۶۶ء بوقت ۱۲ بجے دن اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ یکم اپریل ۱۸۹۶ء بمقام شاد آباد ضلع کرنال پیدا ہوئے۔ آپ کا ننھیال ددھیال دونوں اپنے علاقہ میں بوجہ علم و فضل اور تقویٰ کے بہت مشہور تھے آپ کی دادی صاحبہ نے چھ مرتبہ فریضہ حج ادا کیا تھا جو آج سے ایک سو سال پہلے کے حالات سفر کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے خاندان کی کمال دینی شغف پر دلالت کرتا ہے۔ میرے والد صاحب بچپن سے ہی بہت ذہین اور محنتی تھے ہمیشہ کلاس میں اول آتے۔ میٹرک میں اعلیٰ کامیابی کے بعد آگرہ میڈیکل کالج میں داخل ہوئے اور ہر امتحان میں اول آئے۔ وہاں کے مسلمان لڑکوں کی خراب تعلیمی حالت کو دیکھکر آپ نے ان سب کی ایک تنظیم قائم کی۔ آپ انہیں خود مختلف مضمون پڑھاتے اور سبق یاد کرواتے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب مسلمان لڑکوں میں محنت کا احساس پیدا ہوا اور وہ سارے ہی آخری امتحان میں اچھے نمبروں پر کامیاب ہو گئے۔ آگرہ میڈیکل کالج میں آپ کو ایک ایسے پروفیسر کی صحبت میسر آئی۔ جس کی نیکی تقویٰ و طہارت نے آپ کی زندگی کا نقشہ ہی بدل دیا وہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ ہمارے موجودہ امام ہمام کے نانا جان تھے۔ والد صاحب ان کی کمال درجہ کی نیکی اور انسانی ہمدردی سے بہت متاثر ہوئے آپ بیان کیا کرتے کہ طالب علموں اور مریضوں سے حضرت ڈاکٹر صاحب ایک مشفق باپ کا سا سلوک کرتے آپ کی تنخواہ کا معتدبہ حصہ مریضوں اور طالبعلموں کی خدمت میں خرچ ہو جاتا۔ آپ چلتا پھرتا فرشتہ تھے۔ فائنل امتحان میں اول آئے پھر ملٹری میں ملازمت کرلی۔ دوران ملازمت الٰہ آباد۔ فورٹ ولیم کلکتہ۔ ڈبروگڑھ آسام۔ اڑیسہ بالاسور اور چاندی پور وغیرہ میں قیام کا موقعہ ملا۔ دوران جنگ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء فرانس تشریف لے گئے۔ ۱۹۲۰ء میں فوج سے سول میں تبدیل ہو گئے اور سول ہسپتال کوئٹہ میں وہ سالہا سال کے انچارج مقرر ہوئے۔ ملازمت میں انتہائی ایمانداری محنت اخلاص اور توجہ سے کام کرتے رہے اس لئے افسران بالا نے آپ کو خانصاحب کا خطاب دیا۔ ۱۹۴۳ء میں پنشن لے کر قادیان چلے گئے قادیان میں جو ڈیوٹی آپ کے سپرد کی گئی نہایت محنت اور اخلاص سے کماحقہ ادا کرتے رہے۔

ہائی سکول و کالج وغیرہ کی ڈسپنسریوں کے انچارج رہے۔ ۱۹۴۷ء کے خطرناک فسادات کے دوران قادیان میں زخمیوں کی مرہم پٹی کا کام کرتے رہے اس ڈیوٹی کی ادائیگی میں نہ دن دیکھتے اور نہ رات باوجود بڑھاپے کے ہروقت ڈیوٹی کے لئے مستعد رہے۔ لاہور پہنچ کر حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر کوئٹہ چلے آئے تو دوران ملاقات والد صاحب نے عرض کیا کہ حضور۔ کوئٹہ میں سردی ہوگی ہم لوگ لٹے ہوئے ہیں نہ کپڑے ہیں نہ پیسے۔ جس پر حضور نے فرمایا کہ آپ کوئٹہ چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ دے گا اور خدا نے بھی اپنے پیارے خلیفہ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پوری شان سے پورے کئے یہاں آکر اللہ تعالےٰ نے آپ کو سب کچھ ہی دیا اور آپ کا گھر برکتوں سے بھر دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ کوئٹہ میں آپ نے غیر مسلموں کی ایک کوڑی کی چیز بھی گوارا نہ کی جس کے نتیجہ میں خدا نے آپ کی ہر طرح کی ضرورتوں کو خود اپنے فضل سے پورا کر دیا خدا کے فضل سے آپ کی صحت اپنی عمر کے لحاظ سے بہت اچھی رہی۔ اس سال جلسہ سالانہ پر خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حالانکہ آپ کی صحت کسی لمبے سفر کی اجازت نہ دیتی تھی واپسی پر فروری ۱۹۶۶ء کو واپس کوئٹہ آئے بہت ہشاش بشاش تھے کہ اچانک ۶ فروری ۱۹۶۶ء کو اجابت میں خون آنے لگا۔ اور سخت کمزوری ہوگئی۔ فوراً ملٹری ہسپتال میں لے گئے۔ جانے سے پہلے فرمانے لگے کہ آج کی رات مجھے یہاں اپنے گھر سے نہ لے جاؤ۔ آپ کو اپنی موت کا یقین ہو چکا تھا۔ سب کو تعجب ہوا کیسی ہسپتال میں ہر طرح کی طبی امداد فراہم کی گئی۔ دوسرے دن حالت سنبھل گئی لیکن چوتھے روز صبح کے وقت دوبارہ بیماری کا حملہ ہوا اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ ۱۰ بجے کے قریب چند ہلکے پھلکے سانسوں کے بعد آپ کی روح ہم سب کو غمگین اور روتا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

قبول احمدیت

اپنے خاندان میں سب سے پہلے آپ ہی احمدی ہوئے۔ ابتدائی بیج اور تعلق حضرت ڈاکٹر رشید الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ پیدا ہوا۔ لیکن بیعت آپ نے فرانس میں کی۔ اپنی خود نوشت سوانح میں فرماتے ہیں۔

"دوران جنگ (جنگ عظیم اول) بولون کے پوسٹ آفس میں ایک عبدالرحیم صاحب پوسٹ ماسٹر تھے۔ نہایت نیک اور صالح۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کروا رکھا تھا۔ جب کبھی مجھے بولون جانے کا اتفاق ہوتا۔ میں ان سے ضرور ملتا ان کا میری طبیعت پر بڑا اچھا اثر ہوا۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کو اپنے قرب میں خاص جگہ عطا فرمائے۔ فرانس میں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تفسیر کے نوٹ بھی سبقاً سبقاً لیکر پڑھے۔ اور اس سے بہت فائدہ ہوا۔ میری بہت سی مشکلات جو قرآن کریم کے سمجھنے میں پیش آتی تھیں وہ دور ہو گئیں۔ احمدیت کے متعلق میرا اعتقاد پختہ ہو گیا۔ لیکن بیعت میں نے ۱۹۱۴ء کی جولائی یا اگست میں کی ۱۹۱۹ء کی فروری میں میں جنگ سے واپس آیا۔ غالباً مارچ یا اپریل میں قادیان گیا۔ یہ قادیان کا پہلا سفر تھا وہ سادگی مجھے ابھی تک یاد ہے جب کہ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا حضور اس وقت چوبارہ میں تھے۔ مجھے وہیں بلا لیا۔ نان پاؤ ڈبل روٹی اور مٹی کے پیالوں میں چائے۔ جو مزہ اس وقت چائے میں آیا تمام عمر وہ پھر کبھی نہ آیا۔"

آپ کے ذریعے آپ کے والد صاحب والدہ بھائی۔ بہن اور بہنوئی وغیرہ۔ یعنی تمام کنبہ ایک دو سال کے اندر ہی حلقہ بگوش احمدیت ہو گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ سے خاص عقیدت تھی اور آپ کی طرف منسوب ہونے والی ہر ہدایت اور حکم پر سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ اسی اخلاص کے نتیجہ میں آپ دوران سروس سالہا سال تک جب تک کوئٹہ میں رہے۔ جماعت احمدیہ کے امیر رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ نمازیں اور دین انسان کی اعتقادی اور عملی حالت سدھارنے کے لئے ہیں۔ لیکن اگر نمازوں کے نتیجہ میں انسان کی اصلاح نہیں ہوتی تو وہ نمازی اپنی نمازوں میں جھوٹا ہے۔ آپ نہایت راستگو سیدھے سادے اور کھرے قسم کے مومن تھے۔ مالی اور دوسرے انفرادی معاملات میں ٹیڑھے پن سے سخت نفرت تھی۔ جو دل میں تھا وہی زبان پر ہوتا۔ کسی کی برائی کرنا تو کجا آپ کسی کی ذرا سی برائی سننا بھی برداشت نہ فرماتے۔ کبھی اگر کسی کے متعلق گھر میں کوئی نازیبا بات سنتے آپ فوراً وہیں بات کو ٹوک دیتے۔ جماعتی تنظیم کے حد درجہ فرمانبردار تھے اور ذاتیات سے بالا ہو کر کام کرتے تھے جماعتی نظام کے ہر فرد کے ساتھ تعاون کرتے اور ان کی عزت کرتے۔ ہماری جماعت کوئٹہ کے موجودہ امیر صاحب جو ان کے بیٹوں سے بھی چھوٹے ہیں اور ان کے ساتھ ابا جان کے تعلقات بھی بچوں کی سے تھے۔ جب وہ امیر بنے تو ان کی حد درجہ تکریم کرتے۔ اور ان کے ہر حکم کی اطاعت کرنے میں خوشی محسوس کرتے خلافت کی اہمیت کے حد درجہ قائل تھے۔ اور خلافت سے وابستگی کی تلقین بھی فرماتے رہتے۔ قرآن کریم سے عشق تھا۔ اور باوجود ڈاکٹر ہونے کے مذہبی علوم سے بہت گہری واقفیت تھی۔ جب بھی فارغ وقت ملتا۔ مطب میں اور گھر پر لدت کو اور دن کو کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔ اور اس پر خوب غور و خوض کرتے۔ اللہ تعالےٰ کے نہایت درجہ شاکر بندے تھے۔ ہم نے ہمیشہ آپ کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ہی سنا۔ فرمایا کرتے تھے اللہ میاں نے بہت کچھ دیا اور کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالےٰ کی آیات کے ساتھ ذرا سا عدم احترام بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ہر مالی تحریک میں دل کھول کر حصہ لیتے تھے۔ غرباء کی بہت تکریم کرتے تھے۔ جب کبھی گھر میں دعوت ہوتی آپ باہر سے تشریف لاتے اور فرماتے کھانا کچھ زیادہ تیار کرنا۔ وہ تین غریبوں کو کہہ آیا ہوں کہ وہ کھانے کے وقت مسجد احمدیہ میں آجائیں اور فرماتے کہ امیروں کو تو سبھی دعوت پر بلاتے ہیں دعوت کے اصل حقدار تو غریب اور مسکین ہوتے ہیں۔ جن کو کھلانے سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔ سب سے پہلے کھانا ٹرے میں لگواتے اور نہایت عزت اور تکریم سے لے جاکر ان غریبوں اور مسکینوں کے سامنے رکھتے۔ اپنی زندگی کے شروع میں ہی کچھ اصول مقرر کر رکھے تھے۔ اور آخر دم تک ان اصولوں پر کاربند رہے فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی مریض سے کسی فیس کا خواہشمند نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی مانگتا ہوں جو دے دیتا ہے خدا کا شکر کر کے اسے قبول کر لیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اس میں ہی برکت رکھ دیتا ہے۔ وفات کے بعد بہت سے غیر از جماعت دوست مرد و عورتیں ہمارے گھر جمع ہوتے اور رو رو کر بیان کیا کہ ڈاکٹر صاحب ہمارا مفت علاج کرتے ہمارے گھروں میں آتے فیس بالکل نہ لیتے بلکہ اپنی جیب سے مریض کی خوراک وغیرہ کے لئے کچھ دے بھی جایا کرتے وہ ہمارا باپ تھا آج ہم یتیم ہوگئے۔ ایک وصف جو کمال درجہ آپ میں موجود تھا وہ سادگی تھی۔ آپ نہایت درجہ سادہ انسان تھے ہر شعبہ زندگی میں تکلیف اور بناوٹ سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ لباس میں سادگی خوراک میں سادگی تعلقات میں خلوص اور سادگی آپ کا نمایاں وصف تھا۔ بایں ہمہ آپ بڑے نفاست پسند بھی تھے۔ مایوسی کبھی آپ کے نزدیک نہ دیکھی۔ ہر مشکل میں آپ کو دعا کرتے دیکھا پھر خدا کے فضل سے وہ مشکل دور ہو جاتی تھی۔

ہم ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے غم میں شریک ہو کر تاروں اور خطوط کے ذریعے اور پھر خاص طور پر دعاؤں کے ذریعے اس صدمہ کو ہمارے لئے ہلکا کر دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

دارالضیافت ربوہ میں موصول ہونے والی رقوم

ماہ مئی ۶۶ء میں مندرجہ ذیل مخیر احباب کی طرف سے صدقات وعطایاجات کی رقوم موصول ہوئیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء خدا تعالیٰ قبول فرماوے۔ آمین ثم آمین

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے اور ہر حال میں حافظ و ناصر ہو اور ہر شر و بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین

(خاکسار:۔ مرزا منور احمد افسر لنگر خانہ ربوہ)

صدقات:۔

صفیہ بیگم صاحبہ دارالرحمت ربوہ	صدقہ	۴/-
بیگم صاحبہ صلاح الدین صاحب سعدی	"	۱۵/-
مہر نگار صاحبہ ربوہ	"	۱۰/-
چوہدری شاہنواز خان صاحب کراچی	صدقہ بکرے	۳۰۰/-
منیر احمد صاحب ٹیکنیکل افیسر کراچی	صدقہ	۲۰/-
مفتی حامد حسن صاحب پشاور	"	۳/-
صفدر جنگ ہمایوں انجینئر ربوہ	بکرے	۸۰/-
ملک عبدالرب صاحب ربوہ	"	۵/-
عبدالماجد صاحب جیکب آباد	"	۳۰/-
بیگم میجر بشیر احمد صاحب راجہ سرگودھا	"	۵۰/-
چوہدری محمد شریف صاحب کراچی	"	۳۵/-
نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ ربوہ	"	۳۵/-
مولوی عطا محمد راولپنڈی	"	۳۵/-
مسز این جان صاحبہ	"	۴/-
سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ	"	۴۰/-
بیگم صاحبہ مرزا اظہر احمد صاحب	"	۵۰/-
صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب	بکرا	۲۵۰/-
ڈاکٹر اقبال احمد خان مظفر گڑھ	"	۱۰/-
جمیلہ عرفانی صاحبہ کراچی	"	۱۰/-

عطایاجات:۔

زاہد منظور خالد حیدر آباد	عطیہ	۴ عدد کھیس
منور احمد ریلوے روڈ لاہور	"	۳۰/-
شیخ نورالحق صاحب ربوہ	"	۱۰/-

درخواست ہائے دعا

۱۔ چوہدری منور احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۲۷ احمد آباد ضلع گجرات تحریر فرماتے ہیں خداوند کریم ورحیم نے دو لڑکے جڑواں عطا فرمائے۔ ایک لڑکے کو بخار کے بعد دائیں طرف فالج ہو گیا ہے۔

(محمد ابراہیم خلیل ربوہ)

۲۔ میرے والد سید عنایت علی شاہ صاحب ذیروی مختلف عوارض سے بیمار ہیں۔ خصوصاً سانس کی تکلیف زیادہ ہے۔

(عزیز احمد شاد۔ ذیروی حال جڑانوالہ)

۳۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کے امتحانات ۷ جولائی سے شروع ہو رہے ہیں۔ ان میں بہت سے احمدی طلباء شامل ہیں۔ نیز میری والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ بیمار ہیں۔

بشیر احمد سیاسی۔ طارق، لاہور

۴۔ میرے والد صاحب جوڑوں کے درد سے عرصہ آٹھ برس سے بیمار ہیں۔ اب درد میں بہت اضافہ ہو چکا ہے چلنے پھرنے سے لاچار ہو گئے ہیں۔ (محمد افضال اظہر راولپنڈی)

احباب ان سب کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

تصحیح

اخبار الفضل مورخہ ۷ رجون ۱۹۶۶ء کے صفحہ ۳ پر ایک فہرست مسجد احمدیہ ڈنمارک کی تعمیر میں نمایاں حصہ لینے والی خواتین کی شائع ہوئی ہے۔ اس کے شمار ۲۲ میں نام غلط چھپ گیا ہے۔ درست اندراج حسب ذیل ہے:۔

محترمہ محاسن بھری صاحبہ زوجہ عبدالرحیم خان صاحب خوشاب ضلع سرگودھا۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

ھوالشافی

ابھی نظر کام دیتی ہے؟

تو موتیا بند کا علاج آنکھ میں ڈالنے اور کھانے کی دوا سے ہو سکتا ہے کیٹرکٹ کیور (CATARACT CURE) کامل کورس ۲۵/-
پہلا نصف ۱۴/- اور دوسرا نصف ۱۲/-

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ

الفضل میں

اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

حیّ علی الفلاح

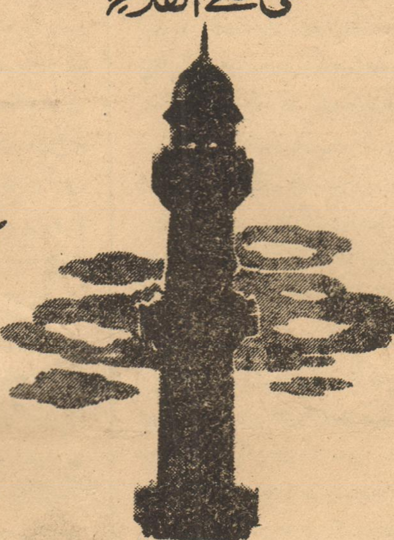

آج جمعہ کا مبارک دن ہے

یعنی طہارت وصفائی کا دن

یہ دن اس یاد دہانی کے لئے آتا ہے کہ ہمیں جسمانی طہارت کے ساتھ ساتھ اپنے گھربار کو بھی پاک وصاف رکھنا ہے۔
صفائی ایک مذہبی فریضہ ہی نہیں، یہ ہماری تہذیب، ہماری روایات کا اہم جزو بھی ہے
اور حفظانِ صحت اور نفاست کا تقاضا بھی۔

صفائی سے طبیعت بشاش رہتی ہے، بیماری قریب نہیں آتی اور خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔
آئیے سب مل کر عہد کریں کہ اپنے گھروں، بازاروں، کام کاج کی جگہوں اور بستیوں کو صاف ستھرا رکھیں گے
اور ہرگز میل کچیل یا گندگی کے روادار نہ ہوں گے۔

آج بھی اور کل بھی اور ہمیشہ صفائی، ستھرائی، پاکیزگی
ہمارا شعار ہونا چاہیئے۔

پاک سرزمین کو پاک صاف رکھیئے

PRESTIGE D.F.P. 964/867 جاری کردہ: حکومت پاکستان

وصایا!

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جاری ہیں تا اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے تحریری طور پر آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کنندگان، سیکرٹری صاحبان سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۸۲۵۱: میں چوہدری وسیم احمد ناصر ولد چوہدری شریف احمد (مرحوم) قوم کانوال پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن گھٹیالیاں ڈاک خانہ خاص ضلع سیالکوٹ حال ۳/۹۹۵ ڈرگ کالونی کراچی نمبر ۲۵ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر آج بتاریخ ۱۷ر اپریل ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میں ملازمت کرتا ہوں جس کے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ -/۲۵۰ روپے (دو صد پچاس روپے) ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بطور وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری یہ وصیت یکم مئی ۱۹۶۶ء سے نافذ فرمائی جائے فقط ۱۷ر اپریل ۱۹۶۶ء

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد:۔ چوہدری وسیم احمد ناصر بقلم خود

گواہ شد:۔ عبدالشکور ولد محمد ظہور خان اسلم پٹیالوی نائب سیکرٹری وصایا مشرقی ڈویژن جماعت احمدیہ کراچی۔

گواہ شد:۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مسل نمبر ۱۸۲۵۲: میں طاہرہ بنت رحم اللہ صاحب بٹ قوم کشمیری بٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ۱۶ شرف آباد ڈاک خانہ کراچی کراچی نمبر ۵ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ر اپریل ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ لیکن میں کراچی یونیورسٹی میں ریسرچ فیلو ہوں اور مجھے ماہوار مبلغ -/۲۵۰ روپے بطور وظیفہ ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بطور وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

فقط ۲۱ر اپریل ۶۶ء

الامۃ طاہرہ بیگم۔

گواہ شد:۔ نذیر احمد ڈار موصی نمبر ۵۲۶۳ 2 گلبرگ K-111

گواہ شد:۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

ضروری تصحیح

مورخہ ۹ر اپریل ۶۶ء کے الفضل میں عطیہ بیگم صاحبہ کی وصیت زیر مسل نمبر ۱۸۱۷۵ شائع ہوئی ہے۔ اس میں سہو کتابت سے ان کے خاوند کا نام محمود احمد شائع ہوگیا ہے ان کے خاوند کا نام چوہدری مسعود احمد صاحب ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔ (دفتر بہشتی مقبرہ)

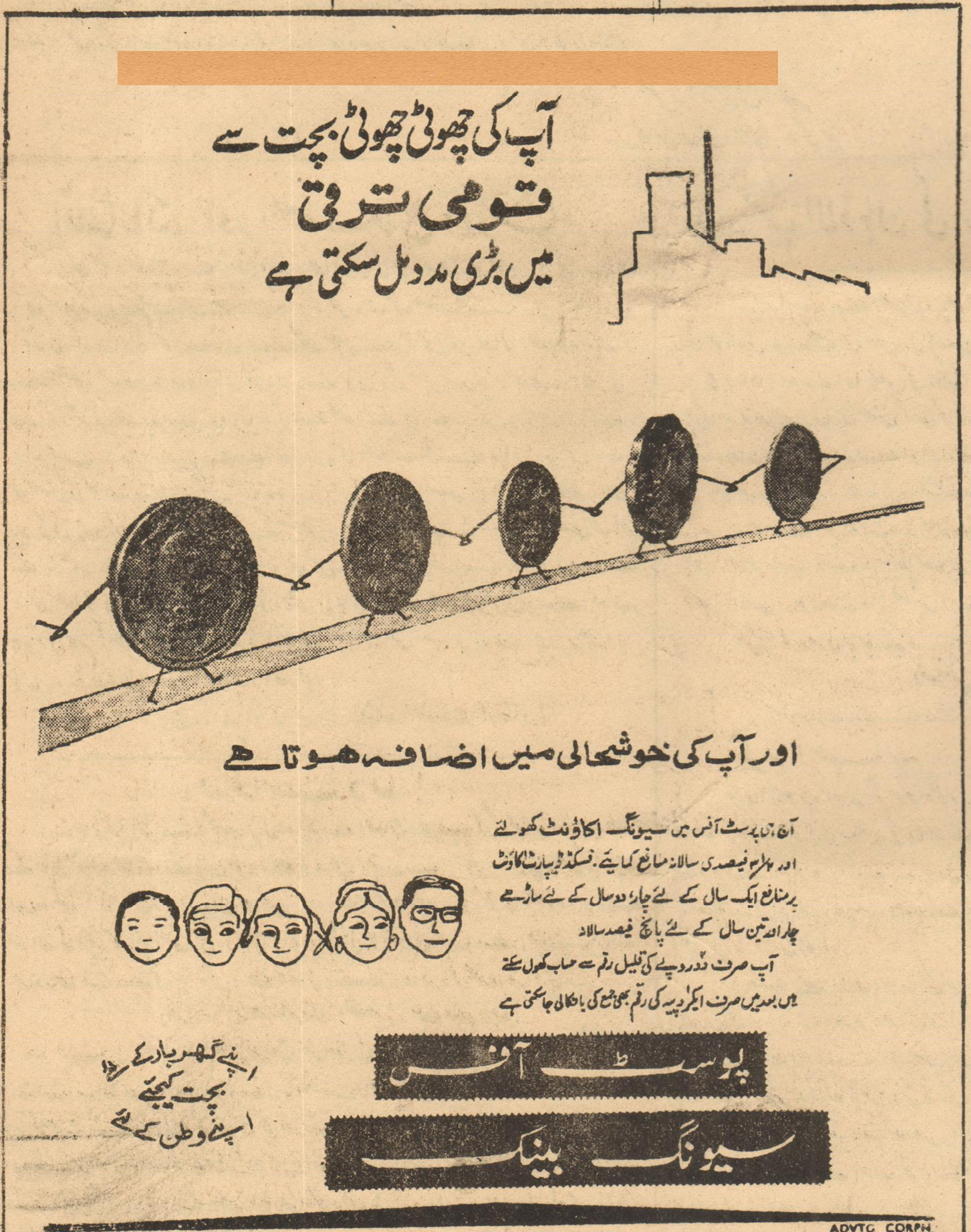

ہفتہ وصولی چندہ تحریک جدید!

یکم جولائی تا ۷ر جولائی سنہ ۱۹۶۶ء

(محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم وکیل المال صاحب تحریک جدید کی درخواست اور خواہش کے مطابق جو الفضل ۱۱ رجون ۱۹۶۶ء ص۱ کالم ۴ پر شائع ہو چکی ہے۔ جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس ہفتہ پوری توجہ اور محنت سے اور کسی قسم کا وقت ضائع کئے بغیر تحریک جدید کے چندوں کی وصولی کے لئے کوشش کریں۔ اس کے لئے مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحب سے مل کر رسید بک حاصل کر لیں اور صرف انہی رسید بکوں پر وصولی کریں۔

یکم جولائی کو جمعہ کا مبارک دن ہوگا۔ رسید بک جمعرات کی شام کو ہی لے لیں تا جمعہ کی صبح سے وصولی کی جا سکے اور یہ ہفتہ ختم ہوتے ہی رسید بکیں معہ وصول شدہ چندہ کے مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحب کے سپرد کر کے ان سے رسید حاصل کر لیں۔

یہ نہایت ہی اہم کام ہے جو خدام الاحمدیہ نے خود کہہ کر اپنے ذمہ لیا ہے ایسا نہ ہو کہ ہماری کسی سستی کی وجہ سے مجلس کے نام پر حرف آئے۔ پس قائدین مجالس پوری ہمت۔ محنت۔ شوق۔ توجہ اور ذمہ داری سے اس ہفتہ کو کامیاب بنائیں۔ اور اس کے بعد دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو اس کی فوری اور مکمل اعداد و شمار کے ساتھ اطلاع بھجوا دیں۔ ۲۰ر جولائی ۱۹۶۶ء تک جن مجالس کی طرف سے اطلاع مل جائے گی ان کے نام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی غرض سے پیش کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب مجالس کو اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مرزا رفیع احمد
صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ضروری اعلان

بعض مجبوریوں کے ماتحت ماہنامہ "الفرقان" کا جہاد نمبر دس جولائی کو شائع ہوگا۔ اور یہ نمبر جون اور جولائی کا رسالہ ہوگا۔ اس لئے ماہ جون کا رسالہ شائع نہ ہوگا۔ خریدار حضرات مطلع رہیں۔

(مینجر الفرقان)

جلسہ یوم والدین

ربوہ۔ محلہ دارالصدر غربی الف ربوہ میں بتاریخ ۱۹ر جون ۶۶ء بروز اتوار بعد نماز مغرب جلسہ "یوم والدین" ہو رہا ہے۔ جس میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب خطاب فرمائیں گے نیز سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ریکارڈ شدہ تقریر بھی سنائی جائے گی۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لائیں مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا۔

(منتظم اطفال دارالصدر غربی الف ربوہ)

انصار اللہ اور اصلاح و ارشاد

اصلاح و ارشاد سے متعلق انصار بھائیوں کی جو ذمہ داری متعین کی گئی ہے وہ اتنی سہل اور عام فہم ہے کہ کسی فرد کا بھی اس میں حصہ لینے سے گریز کرنا قیادت اصلاح و ارشاد کی سمجھ سے بالا ہے مجھے یقین ہے کہ کئی انصار بھائی اصلاح و ارشاد سے متعلق بیشتر ذمہ داریاں ادا فرماتے ہوں گے لیکن عہدیدار حضرات ان کی رپورٹیں مجموعی طور پر مرکز میں باقاعدگی سے بھجوانے کی تکلیف گوارا نہیں فرماتے۔

یہ امر عہدیدار حضرات کے لئے نہایت ہی افسوسناک ہے۔ ماہ مارچ میں ۵۶ مجالس کی طرف سے رپورٹیں ملیں اور ماہ اپریل میں ترپن مجالس کی طرف سے۔ ان رپورٹوں میں بھی اصلاح و ارشاد کے متعلق مساعی اس معیار کی نہیں جو مجالس انصار اللہ کے شایان شان سمجھی جا سکیں۔ پس مجالس کے عہدیدار حضرات سے عموماً اور نائب زعما اصلاح و ارشاد سے خصوصاً گزارش کی جاتی ہے کہ اصلاح و ارشاد ایسے اہم اور بنیادی کام کی طرف کما حقہٗ توجہ فرمائیں اور مرکز میں اس شعبہ کی باقاعدہ رپورٹیں بھجوایا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔

(قائد اصلاح و ارشاد)

رسالہ تشحیذ الاذہان کی رعایتی پیشکش!

ایسے بہت سے احمدی بچے ہیں جو رسالہ "تشحیذ الاذہان" خریدنے کی خواہش تو رکھتے ہیں لیکن مالی استطاعت نہ ہونے کے باعث سالانہ چندہ پانچ (۵/۰) روپے ادا نہیں کر سکتے ایسے بچوں کے لئے شعبہ اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ یہ خاص رعایتی پیشکش کرتا ہے۔ کہ انہیں ایک سال کے لئے رسالہ تشحیذ صرف تین روپے ادا کرنے سے گھر بیٹھے مل سکتا ہے۔

اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ تین شرائط ہیں:۔

۱۔ درخواست دہندہ تشحیذ الاذہان کا پہلے سے خریدار نہ ہو۔

۲۔ درخواست دہندہ کم از کم ستارہ اطفال کا امتحان پاس کر چکا ہو۔

۳۔ ایسی درخواست قائد مجلس کی سفارش کے ساتھ ۳۰ر جون سے پہلے پہلے مرکز کو وصول ہو جائے۔

(محمد شفیع قیصر قائمقام مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست دعا!

۱۔ عزیز کریم اللہ نے لوئیس وِل امریکہ سے اطلاع دی ہے کہ گزشتہ دنوں ان کے چار امتحان ہوئے تھے۔ جن میں سے دو میں انہوں نے "A" گریڈ حاصل کیا ہے اور دو میں "B" گریڈ۔ اب ان کا اس SEAMESTER کا آخری امتحان ہو رہا ہے نیز ان کی اہلیہ کا ایم ایس سی (ریاضی) کا پریکٹیکل کا امتحان ہو رہا ہے۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ہر دو کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرما کر ممنون فرما دیں۔

(صوفی خدا بخش عبد زیروی۔ انسپکٹر وقف جدید ربوہ)

۲۔ میرے فرزند اکبر عزیزم منصور احمد مبشر سلمہ اللہ کی علالت کی اطلاع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت خاص الفضل میں شائع کراتے ہوئے احباب سے اس کی صحت کے لئے دعا کی تحریک فرمائی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عزیز اب بہت حد تک صحت یاب ہو چکا ہے میں احباب جماعت کا بے حد شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ازراہ ہمدردی اور محبت میرے بیٹے کی صحت کے لئے دعائیں فرمائیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ابھی مرض قدرے باقی ہے احباب ازراہ مہربانی عزیز کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

(مظفر الدین چوہدری ربوہ)

شکریہ احباب

میری بیٹی عزیزہ اقبال بیگم بیوہ خواجہ حکم الدین صاحب مرحوم آف چکوال کی بیوہ تھیں کی وفات کے سانحہ پر میرے تمام عزیز و احباب نے خود مل کر یا خطوط کے ذریعہ اظہار تعزیت فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

میں خطوط لکھنے والے احباب کے اظہار ہمدردی و تعزیت کے خطوط کا جواب فرداً فرداً دینے سے بوجہ ضعف پیری معذور ہوں بذریعہ اخبار الفضل جملہ ایسے غمخواروں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ اپنے فضل سے احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین

(ملک گل محمد گورنمنٹ پنشنر دارالنصر غربی ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴